بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمِ غیب

مرتب

محمد محب اللہ

نور الحبیب

پبلیکیشنز بصیر پور

شوال - ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

علم غیب

زیرِ ظلِ عاطفت

حضرت فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی مدظلہ

بیاد

حضرت مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ

مرتب

محمد محب اللہ نوری

معاون

محمد منشا تابش قصوری

مجبوب پرنٹنگ کارپوریشن ۹۔ سرکلر روڈ لاہور

جھلک

کتابت : محمد اسلم قصوری

فی پرچہ ——— ۲ روپے

سالانہ ——— ۱۵ روپے

فضلاءِ دارالعلوم ——— ۲۰ روپے

ملنے کا پتہ

انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور (ساہیوال)

مزاجِ زندگی مجھ سے برہم ہوا تو کیا پروا
حبیبِ کبریا ہیں جب مرے ہمدم تو کیا پروا

مری کشتی کو کیا ڈر حبیبِ نبی ہیں ناخدا اس کے
اگر گھیرے ہوئے ہے مجھ کو بحرِ غم تو کیا پروا!

مرے دل میں جمالِ مصطفےٰ کے پھول کھلتے ہیں
خزاں دیدہ ہوا ہے گلشنِ عالم تو کیا پروا

جسدِ ملت کا زخمی ہے خود اپنے ظلم کے ہاتھوں
رسولِ پاک کی رحمت رکھے مرہم تو کیا پرواہ

کرن خورشیدِ رحمت کی پڑے گی جب کھل اٹھے گا
جو ہے رخسارِ گل پر قطرۂ شبنم تو کیا پروا

سہارا جو رسول اللہ کی رحمت کا حاصل ہے
نہیں دنیا میں کوئی مونس و ہمدم تو کیا پروا

کڑی دھوپ اپنے سر پہ ہے تو ہو جو زمانہ کی
نبی کے دین کا ہے پرتو فگن پرچم تو کیا پروا

یک و تنہا کھڑا ہوں وہ شجر ہوں دشتِ غربت میں
مدینے کی ہوا رکھتی ہے تازہ دم تو کیا پروا

خدا، میزانِ محشر، عدل، ڈر محمود دے چارہ
مگر ہوں گے جو شافع رحمتِ عالم تو کیا پروا

راجا رشید محمود

صحابی اور علمِ غیب

(از دفتر اول)

گفت پیغمبر صباحے زید را (۱) کَیْفَ اَصْبَحْتَ اے رفیقِ باصفا

ایک دن صبح کے وقت حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت زید سے فرمایا کہ اے میرے جاں نثار ساتھی تم نے صبح کس حال میں کی

گفت عَبْدًا مُؤمِنًا باز اُوش گفت (۲) گو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت

عرض کی کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مومن ہوں، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر ایمان کے باغ کی کلیاں کھلی ہیں، تو اس کی نشانیاں بیان کرو۔

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں (۳) من بہ بینم عرش را با عرشیاں

عرض کیا جس طرح مخلوق آسمان کو دیکھتی ہے، اسی طرح میں عرش کو عرشیوں یعنی فرشتوں کے ساتھ دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیشِ من (۴) ہست پیدا ہمچو بُت پیشِ شمن

آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے ایسی ہیں جیسے پجاری کے سامنے بُت

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست (۵) پیشِ من پیدا چو مور و ماہی ست

جنتی اور دوزخی مجھ پر ایسے ظاہر ہیں، جیسے آنکھ والے کے سامنے چیونٹی اور مچھلی

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس (۶) لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

حضور مجھے اجازت دیں، تو بیان کردوں یا حکم ہو تو خاموش ہو جاؤں۔ پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ بس

جو لوگ حضور کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ دربارِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت زید غیب کی خبریں بتا رہے ہیں

وَلی اور علمِ غیب

(از دفترِ چہارم)

آں شنیدی داستانِ بایزید (۱) کوزِ حالِ بوالحسن پیشیں چہ دید

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ تم نے سنا؟ کہ آپ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال کتنے پہلے دیکھ لیا ——— ایک دن حضرت مریدوں کے ہمراہ جنگل کی سیر کے لیے نکلے۔

بُوئے خوش آمد مَر اُورا ناگہاں (۲) دَر سَوادِ رے زِسُوئے خارقاں

اچانک شہر رے کے علاقہ میں خرقان کی طرف سے انہیں خوشبو معلوم ہوئی۔ اس خوشبو سے حضرت اس قدر مست ہوئے کہ چہرے کا رنگ کبھی سرخ ہوتا تھا کبھی سفید۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ حضور کیا معاملہ ہے کہ حضرت کے چہرہ کا رنگ میں بدلتا ہوا پاتا ہوں۔

گُفت زیں سو بُوئے یارے می رَسد (۳) کاندریں دِہ شہریارے می رَسد

آپ نے فرمایا کہ اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ اس دیہات میں ایک بہت بڑا بادشاہ عنقریب تشریف لانے والا ہے

بعد چندیں سال می زاید شہے (۴) می زَنَد بر آسمانہا خرگہے

اتنے سال بعد ایک ایسا بادشاہ پیدا ہوگا جو اپنی آرام گاہ آسمانوں پر بناتے گا

چیست نامش گفت نامش بوالحسن (۵) حِلیہ اش وَاگفت زابرو تا ذقن

کسی نے پوچھا ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا ان کا نام ابوالحسن ہے، پھر سر سے لے کر پاؤں تک ان کا پورا حلیہ بیان فرمایا

بقیہ ص ۲۹

گزشتہ سے پیوستہ

علم غیب

قسط

ابوالانعام محمد رمضان محقق نوری، حویلی لکھا

۷۔ وانہ لذو علم لما علمنٰہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ (پ ۱۳ ع ۲ سورۂ یوسف)

"اور بے شک وہ (یعقوب علیہ السلام) صاحب علم ہیں ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

آیت میں حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے پاس علم لدنی ہونے کی خبر ہے اور ایک دوسری آیت ہے:۔ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا (پ ۱۳ ع ۴ سورۂ یوسف) پ ۱۳ ع ۴، سورۂ یوسف۔ "یعنی قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے ملا دے۔"

اس سے مراد حضرتِ یوسف علیہ السلام اور ان کے دو بھائی ہیں، تفسیر موضح القرآن میں ہے، شاید اللہ تعالےٰ ملا دے مجھ سے ان سب کو اکٹھا یعنی یوسف علیہ السلام کو اور بنیامین کو اور اس کو جو مصر میں ہے اور تفسیر حسینی میں بہم جمیعا کی تشریح میں ہے، ہمہ ایشاں را من یعنی یوسف علیہ السلام و بنیامین و برادرِ دیگر کہ در مصر است یعنی امید ہے کہ یوسف علیہ السلام اور بنیامین اور بڑا بھائی جو مصر میں رہ گیا ہے ان سب کو مجھ تک پہنچا دیگا اور تیسری آیت میں ہے:۔

واعلم من اللہ ما لا تعلمون ہ

"اور میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ملاقات کے متوقع تھے، تفسیر بیضاوی صـ۴۵ـ ج ۱ میں ہے اعلم من اللہ ما لا تعلمون من حیوٰۃ یوسف یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوسف علیہ السلام کی حیاتی کو جانتا ہوں جسے تم نہیں جانتے اور تفسیر خازن ص ۴۰ ج ۳ میں ہے وفیہ اشارۃ الیٰ انہ کان یعلم حیوٰۃ یوسف و یتوقع رجوعہ الیہ یعنی اس میں اس طرف قوی اشارہ ہے کہ آپ بلاشبہ یوسف علیہ السلام کی حیاتی کو جانتے تھے اور ان کی ملاقات کے متوقع تھے اور تفسیر ابن کثیر صـ۴۹۰ـ ج ۲ میں ہے:۔

ای اعلم ان اللہ سیرد ہ الی

"یعنی میں جانتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ

عنقریب ہی یوسف علیہ السلام ہمیں ملا دے
گا اور تفسیر قرطبی ص ۳۵۱ ج ۹ میں اس
آیت کے تحت ہے :۔
وقال السدی اعلم ان یوسف حی
"یعنی میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام
بلاشبہ زندہ ہیں"۔ اور چوتھی آیت میں ہے
یٰبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف
واخیہ وتیئسوا من روح اللہ
"اے بیٹو جاؤ اور یوسف علیہ السلام
اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ
کی رحمت سے مایوس نہ ہو"
اس آیت میں تصریح ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ
السلام کی زندگی اور ملاقات کو جانتے
تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ مصر
ہی میں ہیں اور جہاں یوسف علیہ السلام
کے بھائی بنیامین ہیں وہاں ہی یوسف
علیہ السلام کا سراغ ملے گا کیونکہ یہ آپ
کے ارشادات ظاہری اطلاع آنے سے
پہلے بلکہ صاحبزادگان کے کنعان سے
روانگی بلکہ یعقوب علیہ السلام سے وداع
ہونے سے پہلے کے ہیں اور پانچویں آیت
میں الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما

لا تعلمون (آیت ۹۶ سورۂ یوسف) پ ۱۳ ع ۵ سورۂ
یوسف ترجمہ: کیا میں نے تم سے نہ کہا
تھا کہ میں بلاشبہ اللہ کی طرف سے وہ
جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی میں نے
یہ بات اس لئے کہی تھی کہ یوسف علیہ السلام
کی زندگی و ملاقات کو میں جانتا تھا اور اسی
لئے میں نے تم کو یوسف علیہ السلام کے
تجسس کے لئے بھیجا تھا، یہ آپ نے
اس وقت فرمایا تھا جب کچھ مدت کے
بعد بشیر و بشارت اور قمیص موصول ہوئے
اور آنکھیں روشن ہوئیں جس سے روز
روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ کا یوسف
علیہ السلام کو جو (الظاہر لا بیۃ تھے) جانتے
تھے اور یہی علم غیب ہے ورنہ جناب کا
اعتراض فریب پھر چونکہ آپ نور نبوت سے
مدید مدت تک ظاہری فرقت مقدر ہونے
کو بھی جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے
کہ وصال ہوگا لہٰذا بوجہ دوری وصال
روتے تھے اور بنظر تقدیر اور رفع درجات
دعوات و تلاش سے خاموش رہے چنانچہ
اللہ تعالےٰ کے پیاروں کا ایسے حالات
میں یہی شیوہ ہے، دیکھئے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا نہ کی اور کہا

حسبی عن سوالی پر اکتفا کی اور حضرت ایوب علیہ السلام نے علاج نہ فرمایا ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کے جائے رہائش کا بخوبی علم تھا آپ نے کیوں نہ اطلاع دی خصوصاً جب کہ وزیر مقرر ہو گئے اور ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے اور یہی وجہ (تقدیر و قضا سے طرفین کی رضا) ہے کہ آپ نے بنیامین کو تجویز سے اپنے پاس روک لیا ورنہ آپ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بنیامین کی جدائی کی تکلیف دینا کس طرح متصور ہو سکتا ہے آپ نہ سمجھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب بنیامین کے چوری کے الزام کی صورت میں گرفتار ہونے کی خبر سنیں گے تو آپ پر کیا گزرے گی حقیقت یہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ میرے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) ہماری تجویز اور ملاقات کو جانتے ہیں اور تقدیر الٰہی پر منتظر و رضا بھی رکھتے ہیں بنا بر علیہ اس خبر (بنیامین کے مصر میں رہنے کی خبر) سے آپ زیادہ غمناک نہیں ہوں گے۔

پس یہی وجہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جدا کیا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بمصد مشکل لے گئے تھے اور بنیامین کو تنگ و پریشان کرتے تھے جب بنیامین کے متعلق عرض کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں اسے میرے پاس واپس لانے کی قسم دے کر لے جا سکتے ہو اور اس سے استثنار کرتے ہیں الا ان یحاط بکم مگر یہ کہ تم گھر جاؤ (تو پھر تم معذور سمجھے جاؤ گے) جس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں صاحبزادوں کے مستقبل کے حالات آپ کے پیش نظر تھے اب آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ارشاد انی اعلم من اللہ مالا تعلمون کی تفسیر قرآن پاک سے سنیئے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے لئے ارشاد ہوا انی اعلم مالا تعلمون ۰ ان دو کلاموں میں صرف یہی فرق ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ارشاد میں من اللہ زائد ہے، پھر جب آدم علیہ السلام کی علمی فوقیت واضح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کی تفسیر میں فرمایا الم اقل لکم انی اعلم

غیب السمٰوٰت والارض (الآیۃ) "یعنی میں نے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کے سب غیب"، تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت پہلی آیت کی تفسیر ہے لہٰذا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کلامِ پاک میں بھی کلمۂ ما عام ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے جس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ آپ کی کلام پاک کا معنی یہی ہے کہ میں آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہوں اور چھٹی آیت یہ ہے :-

وھمّ بھا لولا ان رأی برھان ربہ الآیۃ پ ۱۲، ع، سورۃ یوسف ترجمہ: اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا، اس دلیل کے متعلق تفسیر جلالین صہ ۴۶ ا اور صحیح مستدرک میں ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے :-

قال مثل لہ یعقوب فضرب صدرہ الخ

"یعنی حضرتِ یوسف علیہ السلام کو حضرتِ یعقوب علیہ السلام نظر آئے اور آپ نے یوسف علیہ السلام کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک مارا، مستدرک میں ہے کہ یہ حدیث پاک شیخین (البخاری ومسلم) کی شرط پر صحیح ہے، اور تفسیر قرطبی ص ۱۷۰ ج ۹ میں اسی بُرہانَ ربہ کی تشریح میں یہی روایت حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے اس کی سند یہ ہے راوی سفیان عن حصین عن سعید بن جبیر، اس کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں اور سینہ پر ہاتھ مارنا وضاحت کرتا ہے کہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام خود وہاں تشریف لے گئے تھے کوئی خیالی چیز نہ تھی۔

قطعاتِ عید

مضمحل مغموم چہروں کو ہنسا سکتے نہیں
دل کے ٹکڑوں کو تر و تازہ بنا سکتے نہیں
عید کا دن ہے مگر کتنے مسلمان آج بھی
پیٹ بھر بچوں کو کھانا بھی کھلا سکتے نہیں

جس نے روزے کا اہتمام کیا
ماہِ رمضان کا احترام کیا
حق تعالےٰ نے اس کو عید کے دن
نعمتیں بخشیں، شاد کام کیا

اب کچھ احادیث ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ بخاری شریف کتاب بدأ الخلق ص ۴۵۳ ج ۲، مشکوٰۃ شریف باب بدأ الخلق فصل اول ص: ۵۰۶، مظاہر الحق ص ۲۰۷، ج ۴ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

"یعنی حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ خطبہ فرمایا، ابتدائے پیدائش سے خبر دینی شروع فرمائی (اور خبریں دیتے رہے) یہاں تک کہ جنتی جنت میں پہنچ گئے اور جہنمی جہنم میں جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گئے وہ بھول گئے"۔

۲۔ اور مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص ۵۴۳ ف ۳ اور مظاہر الحق ص ۵۳۷ ج ۴ اور صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر و بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، فرمایا:۔ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیٰمۃ قال اعلمنا احفظنا۔

ترجمہ: ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز صبح پڑھائی اور ہمیں منبر پر خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا تو آپ نے منبر سے اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوکر خطاب فرمایا، جب عصر کا وقت ہوگیا تو اتر کر نماز ادا فرماکر پھر منبر پر خطاب فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو آپ نے ہم کو ان تمام واقعات کی خبر دیدی جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا زیادہ حافظ ہے۔

۳۔ ازرقانی ص: ۳۰۵، ج: مختصر السنن امام منذری ص: ۱۳۰ ج ۲ اور مستدرک ص ۴۷۲ ج ۴ اور ابوداؤد و خفاجی ص ۱۵۱ ج ۳ تفسیر فتح القدیر شوکانی ص: ۳۰۳ ج ۵ صحیح مسلم شریف ص ۳۹۰، ج ۲، شرح شفا ملا علی قاری ص ۱۵۱ ج ۳، مظاہر الحق ص ۲۶۱ ج ۴، مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱ میں متفق علیہ حدیث پاک میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس میں ہے:۔

ما ترک شیئا یکون فی مقامہ الی یوم القیٰمۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ میں قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اس کی خبر دے دی جس نے یاد رکھا یاد رکھا، جو بھول گیا بھول گیا۔"

صحیح مستدرک شریف میں ہے:۔

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

"یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔"

۴۔ صحیح مسلم شریف ص: ۳۹۰ ج ۲ مختصر السنن منذری ص ۱۳۰ ج ۶، تہذیب ابن قیم ص ۱۳۰ ج ۶ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اپنا ارشاد ہے:۔

انی لاعلم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی و بین الساعۃ۔

"یعنی اللہ کی قسم یقین جانو! آج سے قیامت تک جو بھی فتنہ ہوگا میں اسے لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ماضی اور مستقبل کے علم جو علوم غیبیہ ہیں صحابہ کرام کو بھی حضور علیہ السلام نے بتا دیئے تھے۔

۵۔ سنن ابو داؤد ص ۸ ج ۲، مشکوٰۃ شریف باب اطلاع عن الغیوب ج ۲، نسائی شریف ص ۲۹۳، ج ۱، خفاجی ص ۱۸۶ ج ۳ مسلم شریف ص: ۱۰۲ ج ۲، مشکوٰۃ شریف باب المعجزات ص: ۵۳۱ ج ۲، خصائص کبریٰ ص ۱۹۹ ج ۱، ابو داؤد طیالسی ص ۹، مظاہر الحق ص ۲۹۸ ج ۴، مسلم شریف ص ۳۸۷ ج ۲، مختصر السنن امام منذری ص ۲ ج ۴ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا مصرع فلان یضع یدہ علی الارض ھھنا ھھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک دن پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہ بتائی، فرمایا یہ جگہ فلاں شخص کے گرنے کی ہے اور اپنے ہاتھ مبارک ادھر ادھر زمین پر رکھتے جاتے تھے، راوی فرماتے ہیں کہ مقتولین میں سے کوئی بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے نہ ہٹا۔"

مظاہر الحق وغیرہ میں ہے کہ آپ نے ستر کفار کو شمار کیا اور ان کی جگہ بتائی۔

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل

کے حالات اور مرنے کی جگہ کو بتاتے تھے جو
کہ خاص غیب کی چیزیں ہیں، اس حدیث کے
تحت نسیم الریاض خفاجی میں ہے :-

وفیہ من الاخبار بالغیب مالا یخفی

"یعنی اس حدیث پاک میں غیب کی خبریں ہیں
جو مخفی نہیں"۔

۶۔ بخاری شریف ص ۱۹ ج ۱، مسلم شریف
ص ۲۶۴ ج ۲ میں ہے :-

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال
سئل نبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اشیاء
کرھھا فلما اکثر علیہ غضب ثم قال
للناس سلونی عما شئتم فقال رجل
من ابی قال ابوک حذافۃ فقام
اٰخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال
ابوک سالم مولیٰ شیبۃ فلما رأی
عمر ما فی وجھہ قال یا رسول اللہ
انا نتوب الی اللہ۔

"ابو موسیٰ سے ابو بردہ روایت کرتے
ہیں، فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند
ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن
کے اظہار کو آپ برا محسوس فرماتے تھے
توجب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا تو آپ
نے جوش رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا
جو تمہارا دل چاہے مجھ سے دریافت کر لو
تو ایک آدمی عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ آپ نے
فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے تو دوسرا شخص
(سعد) کھڑا ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میرا باپ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا
تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے، جب حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آپ
کے رخ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر
آ رہے ہیں، فرمایا ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے
ہیں"۔

اس سے آگے دوسری حدیث شریف
میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سلونی
سلونی دریافت کرو مجھ سے، دریافت
کرو مجھ سے، فبرک عمر علی رکبتیہ
تو حضرت عمر گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے
بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کر دیا رضینا
باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ثلاثا فسکت
تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی
اختیار فرمائی، یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو
رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب

صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی اور
اسلام کو دین پسند کرلیا جو اللہ کی طرف پہنچانے
والا ہے اور اس کے رہبر مطلق حضرت محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا
پسند کیا، کیا ہی عجیب کلام ہے جو حضرت
عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے دربار مطہرہ میں مؤدبانہ گھٹنے
ٹیک کر عرض کرنے سے آپ کی رضا کو حاصل
کرلیا، اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ
اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو
بلا اسباب مافی الارحام کا علم عطا فرمایا، بلکہ
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی سالہ
پوشیدہ گرے ہوئے نطفے کی حقیقت کو
مافوق الاسباب ظاہر فرمادیا، حضرت عبد اللہ
کو تو لوگ حضرت حذافہ ان کے باپ کے سوا
کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے لیکن
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں
کو جھوٹا کرکے حضرت عبد اللہ کے اصلی باپ
حذافہ کی پشت سے ثابت فرمادیا، ایسے ہی
سعد کو اس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی
حقیقت ظاہر فرمادی، اس حدیث پاک سے
تین مسائل ثابت ہوگئے (۱) نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سلونی

کا اعلان نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خمسہ کو اپنے
اعلان میں مستثنیٰ فرمادیتے، جب آپ نے
پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے
جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے
اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے اور صحابہ
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے
ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ
جھوٹا سمجھے اور آپ کے علم مافی الارحام کا
انکار کرے تو یہ انکار رسالت ہے کیونکہ آپ
نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس
کی وحی نازل ہوچکی ہو بلکہ جس نے بھی کھڑے
ہوکر مافی الارحام کا سوال کیا تو آپ نے
فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا تو یہ آپ کا فرمان
غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل، لیکن
عطائی نہ ذاتی۔ اسی واسطے حضرت عمر رضی
اللہ تعالےٰ عنہ نے رَضِینا باللہ ربّا کا
پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ آپ
کا مغیبات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ
کی طرف سے ہے اور آپ کے علم غیبیہ کلیہ
پر ایمان لایا چونکہ اسلام میں داخل تھا اس
واسطے وَبِالاسلام دینا کا اقرار کیا اور
چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اور
خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وبمحمدٍ نبیاً

ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی رکھنے والے ہیں (مقیاس حنفیت ص ۱۴۴)

۷۔ تفسیر خازن پ: ۴، آیت ما کان الله لیذر المؤمنین کے تحت

ص ۳۸۲، ج اہیں مذکور ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی خاکی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی تو جو مجھ پر ایمان لا تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کر دیا گیا تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آج کل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں، ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی، پھر فرمایا:۔

ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیئ فی ما بینکم وبین الساعۃ الا انبأتکم بہ فکان عبد اللہ بن حذافۃ سہمی فقال من ابی یا رسول اللہ الخ

"کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں تمہیں خبر دونگا تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت کا سوال کیا تو آپ نے صحیح خبر دی"

آخر جب حضرت عمر نے رضینا باللہ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فھل انتم منتھون فھل انتم ثم نزل عن المنبر۔

"یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے نہیں رکتے، کیا تم باز نہیں آتے، پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے"۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم منکرین غیب انبیاء کا رد فرمانے ہوئے تو منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا امور خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ ان کو اپنے علم سے واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کر لو، جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم

کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہوگی۔ (مقیاس حنفیت)

۸ - مستدرک صہ ۴۱۸ ج ۳ البدایہ والنہایہ صہ ۲۶۱ ج ۳، مقیاسِ مناظرہ صہ ۳۲، مناظر الاسلام میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بدر کی طرف جاتے ہوئے رستے میں ایک بدوی ملا، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے دشمنوں کے متعلق خبریں دریافت کیں تو کچھ معلوم نہ ہو سکا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو تو اس نے کہا کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہاں! فقال الاعرابی فان کنت رسول اللہ فاخبرنی ما فی بطن ناقتی ھذہ فقال لہ سلمۃ بن سلامۃ بن دوقش و کان غلاما حدثا لا تسئل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اخبرک نزوت علیہ ففی بطنہا سخلۃ منک۔

"بدوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اگر آپ رسول اللہ سچے ہیں تو بتائیے میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ تو سلمہ بن سلامہ بن دوقش نے جو ابھی بچے ہی تھے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم سے (اس معمولی بات) کو نہ دریافت کر، میں تمہیں بتا دیتا ہوں تو نے اس اونٹنی سے برائی کی تیرا نطفہ اس اونٹنی کے پیٹ میں ہے"۔

۹ - بیہقی شریف باب میراث الحمل کتاب الفرائض صہ ۲۵۷، ج ۴ طحاوی شریف صہ ۲۴۵، ج ۲، موطا امام مالک صہ ۳۱۴، حکایاتِ صحابہ صہ ۱۲ تھانوی، مقیاسِ مناظرہ صہ ۳۴ مناظر الاسلام میں حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے لیتی غابہ کے مال سے ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا بیس وسق تحفہ مجھے بھیجا، پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب ہوا، آپ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی! میرے بعد نہ غنی سے میرے نزدیک کچھ اچھا نہیں اور نہ ہی مجھے گوارا ہے کہ میرے بعد تو محتاج ہو اور بے شک میں نے تمہیں

بیس وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا تحفہ بھیجا تھا، پھر اگر تجھے پسند ہو تو فراخ دلی سے کام لے اور کوئی بات نہیں، ورثہ کا مال ہی ہے اور صرف تیرے دو بھائی ہیں اور تیری دو بہنیں ہیں، تم اس کو کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کر لو :۔

فقالت یا ابت واللہ لو کان کذا کذا لترکتہ انما ھو اسماء فمن الاخری قال ذوبطن بنت خارجۃ اراھا جاریۃ۔

"تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا اباجی! خدا کی قسم اگر ایسے ہوتا تو میں چھوڑ دیتی، میری ہمشیرہ صرف اسماء ہی تو ہے، دوسری کون ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا، تیری والدہ بیٹی سے حاملہ ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس کو لڑکی دیکھتا ہوں۔"

۱۰۔ زرقانی و مواہب لدنیہ ص: ۲۱۰ تا ۲۱۱ ج ۷، باب ما اخبر بہ علیہ السلام من الغیوب میں ہے کہ طبرانی نے کبیر میں اور بزاز نے برجال ثقات روایت کیا ہے، چنانچہ امام منذری نے فرمایا ہے اور اسے ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس دو آدمی ایک انصاری اور دوسرا ثقفی حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، پھر عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس سائل بن کر حاضر ہوئے ہیں، حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر چاہو تو تمہارے تمام سوالات بھی میں ہی بتا دوں اور اگر خود سوال کرنا چاہو تو کرو، تو دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہی ارشاد فرمائیں، ثقفی نے انصاری سے کہا کہ دریافت کر۔ انصاری نے عرض

لے زرقانی اور مواہب کی اصل عبارت یہ ہے ومن ذلک رواہ الطبرانی فی الکبیر والبزاز واللفظلہ برجال ثقات کما قال المنذری ورواہ ابن حبان بنحوہ کلھم من حدیث ابن عمر قال کنت جالسا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد منی فاتاہ رجل من الانصار ورجل من ثقیف فسلما ثم قال

کیا یارسول اللہ! فرمائیے، تو نبی پاک صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"تو اپنے گھر سے نکلنے کے متعلق
دریافت کرنے آیا ہے، تیرا بیت الحرام کا
ارادہ ہے، اس کا ثواب طواف کی رکعتیں
اوران کا ثواب اور صفا ومروہ کی سعی اور
اس کا ثواب وقوف عرفہ جمروں کی رمی قربانی
اور سر منڈنا مع افاضہ اور چیزوں کا ثواب
پوچھنے آیا ہے، اس نے عرض کی قسم ہے
جس نے تجھے برحق بھیجا ضرور یہی پوچھنے
کے لئے حاضر ہوا ہوں، پھر آپ نے بالتفصیل
ہر سوال کا جواب دیا، پھر ثقفی[2] نے عرض
کی یارسول اللہ! مجھے خبر دیجئے، فرمایا تو نماز
کے مسائل سمجھنے کے لئے آیا ہے، پھر
آپ نے وضو اور نماز روزہ کے مسائل جو
وہ پوچھنا چاہتا تھا ارشاد فرمائے، علامہ
زرقانی فرماتے ہیں:۔

وھو الاخبار بالغیب

"یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو حضور صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں"

۱۱۔ زرقانی ص۲۱۱ ج ۷ میں ہے:۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت واثلہ
بن اسقع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق ارشاد
فرمایا:۔

انی اعلم ما الذی اخرجہ من
منزلہ فقلت یارسول اللہ ما الذی

یارسول اللہ جئنا نسئلک فقال ان شئتما اخبرکما بما جئتما تسئلانی عنہ فعلت
وان شئتما امسکت وتسئلانی فعلت فقالا اخبرنا یارسول اللہ فقال الثقفی
للانصاری سل فقال اخبرنی یارسول اللہ فقال جئتنی عن مخرجک من بیتک
تؤم البیت الحرام ومالک فیہ وعن رکعتیک بعد الطواف مالک فیھما وعن سعیک
بین الصفا والمروۃ ومالک فیہ وعن وقوفک عشیۃ عرفۃ مالک فیہ وعن رمیک
الجمار ومالک فیہ وعن نحرک وعن حلاقک راسک ومالک فیہ مع الافاضۃ فقال و
الذی بعثک بالحق لعن ھذا جئت اسئلک الخ [2] اصل عبارت یہ ہے اخبرنی یارسول اللہ
قال جئت تسالنی عن الصلوٰۃ اذا غسلت وجھک انتثرت الذنوب من اشعار عینیک الخ

اخرجنی من منزلک

قال اخرجک من منزلک

لتسأل عن البر

وعن الشک قال الذی بعثک

بالحق ما اخرجنی غیرہ۔

"یعنی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بے شک جانتا ہوں کہ کس چیز نے اسے گھر سے نکالا ہے حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! فرمائیے، مجھے کس چیز نے اپنے گھر سے نکالا ہے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نیکی اور شک کے متعلق دریافت کرنے آیا ہے، حضرت واثلہ نے عرض کی اللہ کی قسم! میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں" پھر آپ نے جواب فرمائے۔

۱۲۔ زرقانی و مواہب ص ۲۱۲ ج ۷

اور ترغیب و ترہیب امام منذری صہ ۵۵۶ ج ۲ میں حضرت والصہ بن معبد کے متعلق ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا وابصۃ تحدثنی بما جئت لہ او احدثک

"یعنی اے والصہ! تو جس کے لئے آیا ہے خود بتائیگا یا میں تجھے بتاؤں تو کس لئے آیا ہے۔"

عرض کی آپ فرمائیں یہ میرے لئے بہت اچھا ہے، فرمایا: تو نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کرنے آیا ہے، حضرت والصہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی نعم یا رسول اللہ! ہاں! یا رسول اللہ! میں اسی لئے آیا ہوں امام زرقانی نے اسے مسند امام احمد اور دارمی سے روایت کیا ہے اور امام منذری نے فرمایا، رواہ احمد باسناد حسن یعنی اسے امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے

۱۳۔ بخاری شریف صہ ۱۰۲ ج ا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں ہے

واللہ ما یخفی علیّ رکوعکم ولا خشوعکم۔

"خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع پوشیدہ ہے نہ خشوع (دلوں کی عاجزی)"۔ ان

ان احادیث سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے راز بھی جانتے ہیں جو غیب کی چیزیں ہیں لہٰذا آپ سے عرش و فرش کا کوئی غیب پوشیدہ نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہ ہو

وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

باقی انشاء اللہ آئندہ!

خواجۂ خواجگاں

۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

قمر یزدانی

("مہرِ درخشاں" سے ایک ورق)

فخرِ کون و مکاں ترے صدقے
رحمتِ دو جہاں ترے صدقے

سرورِ سروراں ترے صدقے
خواجۂ خواجگاں ترے صدقے

مونسِ بیکساں! ترے قرباں
شافعِ عاصیاں ترے صدقے

تجھ سے قائم نظامِ عالم ہے
صدرِ بزمِ جہاں ترے صدقے

نکہتِ گل ترے نفس پہ نثار
جنّتِ گل فشاں! ترے صدقے

مظہرِ حسن تیرے چہرے سے
نورِ حق ہے عیاں ترے صدقے

تیرے خادم ہیں قیصر و کسریٰ
اے شہِ مرسلاں ترے صدقے

ماہ و انجم ہیں، مہرِ تاباں ہیں!
حسن تیرا عیاں ترے صدقے

شاہِ کونین! تیری مدحت میں
سب ہیں رطب اللساں ترے صدقے

جان دیتے ہیں تجھ پہ حور و ملک
اور ہیں انس و جاں ترے صدقے

جامِ کوثر ملے قمرؔ کو بھی!
ساقیٔ تشنگاں ترے صدقے

امامِ اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر حافظ منظور حسین نوری، بصیر پور

احمد رضا بظاہر دو لفظوں سے مرکب ایک نام ہے مگر حقیقت میں دریائے معنی۔ اس نام کا مراد و مصداق امام اہلِ سنت ہے مؤیدِ ملت ہے، مجددِ وقت ہے اعلیٰحضرت ہے، اولادِ بتول ہے اور پیکرِ عشقِ رسول ہے، یہ وہ ہستی ہے جسے:

- عرب و عجم کے علماء نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔
- جس کے زورِ قلم نے الحاد کے اٹھتے ہوئے طوفانوں کے رخ موڑ دیئے۔
- جس کی حق گوئی نے پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔
- جس نے کبھی اتحاد و امن کے نام پر منافقت اور ریاکاری کا لبادہ نہیں اوڑھا
- جو کبھی کسی امیر و وزیر، راجہ و نواب اور وائسرائے کے در پر نہ گیا۔
- جس کے قلم نے کینہ پرور سازشیوں کے نقابوں کے چیتھڑے اڑا دیئے۔
- جس کا قلم کبھی خوشامد اور مصلحت اندیشی کی غلاظت سے آلودہ نہ ہوا۔
- جس نے مزاجِ خسرواں کے مطابق کبھی مسائل تبدیل نہ کئے۔
- جس نے انگریز دشمنی کے بہانے کبھی کسی ہندو کانگریسی نیتا کو مسندِ رسول پر بیٹھنے نہیں دیا۔
- جس کے علم و عشق کے سیلِ رواں کے سامنے حرص و آز کے بند نہ باندھے جا سکے
- جس نے پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتابیں اور رسائل لکھے
- جس کو فخر تھا تو بس یہی ہے

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

اعلیٰحضرت عظیم البرکت، الحاج الحافظ الشاہ عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا!
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

یہ اس پیکرِ صداقت، حاملِ وقار و متانت اس عالمِ دین و متین، حاملِ علم و یقین کا نام ہے جسے علمنٰہ من لدنا

کی تعبیر انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
کی تصویر اور والراسخون فی العلم
کی تفسیر کہیں تو بے جا نہ ہوگا، یہ اس عاشق
رسول کا نام ہے جس کی زندگی کا کوئی لمحہ
اور جس کی حیات کا کوئی لحظہ عشقِ مصطفےٰ
کی رعنائیوں سے خالی نہیں، جو علمِ بیکراں
اور عشقِ جاوداں کا حسین سنگھم تھا، ایسے
عظیم انسان مادرِ گیتی کبھی کبھار جنتی ہے۔

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۰ شوال
۱۲۷۲ھ میں ہوئی، حروفِ ابجد کی رو سے
آپ کا سال ولادت اس آیت سے نکلتا
ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان
وایدھم بروح منہ۔

"یہی لوگ ہیں جن کے دل میں خدا ۱۲۷۲ھ
نے ایمان لکھ دیا اور انکو روح القدس
کی تائید دی۔"

ان کے بچپن کے بعض واقعات
سے محسوس ہوتا ہے کہ علم لدنی سے بہرہ
یاب تھے مثلاً کم سنی میں استاد صاحب نے
قرآن حکیم پڑھا رہے تھے اور ایک لفظ پر بار
بار زبر پڑھاتے مگر آپ کی زبان سے زیر
ہی نکلتی، آپ کے دادا جان کو پتہ چلا قرآن
کریم منگوا کر دیکھا معلوم ہوا کہ کاتب نے غلطی
سے زبر ڈال رکھی ہے حقیقتاً زیر ہے
پوچھا بیٹا! جس طرح استاد صاحب پڑھاتے
تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے،
عرض کیا، ارادہ تو کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ
پاتا تھا۔ حضرت جدّ امجد نے تبسم فرمایا، سر پر
ہاتھ پھیرا، دعا دی اور سمجھ لیا کہ یہ لڑکا کچھ
بننے والا ہے۔

ایسے واقعات بارہا ان کے اساتذہ
کو پیش آتے سچ تو یہ ہے کہ اس عالم الغیب
نے آپ کا مبارک سینہ علوم و معارف کا
گنجینہ بنایا تھا اور ذہن و دماغ کو مقدس
فکر و شعور سے لبریز فرمایا تھا، ذہانت کا
یہ عالم تھا کہ ۴ برس کی عمر میں ناظرہ قرآن
ختم کیا، تیس روز میں حفظ کیا، چھ سال کی
عمر میں کثیر مجمع کو خطاب کیا، چودہ سال کی
عمر میں جملہ علوم معقول و منقول سے فارغ
ہو کر مسندِ افتا پر فائز ہو گئے، نہایت
کم سنی میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی باتیں
ان کے منہ سے نکلتیں، صرف پانچ سال
کی عمر تھی ایک لمبا سا کرتا پہنے گھر کے دروازہ
پر کھڑے تھے اچانک زنانِ بازاری کا
ادھر سے گزر ہوا، آپ نے کرتے کا دامن
اٹھا کر چہرہ ڈھانپ لیا، ایک عورت نے کہا

واہ! ننھے میاں! آنکھیں تو ڈھانپ لیں اور ستر کھول دیا، آپ نے اسی طرح منہ چھپائے جواب دیا۔ "جب آنکھ بھکتی ہے تو دل بھکتا ہے اور جب دل بھکتا ہے تو ستر بھکتا ہے"۔ آپ کا یہ عارفانہ جواب سن کر وہ سکتے میں آگئی، سبحان اللہ اعلم اخلاق کا کیسا دقیق نکتہ بیان کر دیا، اہل بصیرت جانتے ہیں کہ خاصانِ خدا کے سینے علوم و معرفت کے لئے ہمیشہ سے کھلے رہتے ہیں آپ کا شاہکار فتاوے رضویہ جو بارہ مجلدات پر مشتمل ہے اور ہر جلد بڑے سائز کے تقریباً ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے اٹھا کر دیکھیے تو آپ کے تفقہ فی الدین کا اندازہ لگانا مشکل ہے، آپ بڑے بڑے غامض مسائل چشم زدن میں حل کر دیا کرتے تھے علوم دینیہ کے علاوہ علوم عقلیہ میں بھی آپ کو وہ درک تھا کہ بڑے بڑے علماء انکی طرف رجوع کرتے

مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب کو جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا ریاضی کے کسی مسئلے میں ایسی الجھن پیدا ہوئی کہ حل نہ ہو سکی، چونکہ صاحب حیثیت بھی اور علم کے شائق، قصد کیا کہ جرمن جاکر اس کو حل کروائیں اتفاقاً مولانا سید سلیمان اشرف پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے ذکر کیا انھوں نے کہا آپ بریلی جاکر مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ملیں وہ حل کر دیں گے، غصہ سے بولے مولانا! عقل بھی کوئی چیز ہے آپ کیسی رائے دیتے ہیں؟ کہاں کہاں تعلیم پاکر میں آرہا ہوں اور حل نہیں کر سکا آپ ان کا نام لیتے ہیں جو غیر ممالک تو کہاں اپنے شہر کے کالج تک نہ گئے۔ اس پر مولانا نے فرمایا، آخر کیا حرج ہے اتنے بڑے سفر کے مقابلہ میں بریلی جانا کوئی چیز نہیں آپ ہو آئیں تو کیا فرق پڑتا ہے، آخر بادلِ نخواستہ چند متعارف لوگوں کے ساتھ اعلحضرت کے پاس حاضر ہوئے مزاج پرسی کے بعد آپ نے غرض دریافت کی، بولے ریاضی کا ایک مسئلہ الجھ گیا ہے ارشاد ہوا فرمایئے، کہا ایسی بات نہیں جو اتنی جلدی عرض کر دوں، فرمایا کچھ تو کہیے غرض سوال پیش کیا آپ نے سنتے ہی جواب دیا اور بالکل صحیح، وائس چانسلر صاحب کو بات سمجھ آگئی اور چشم حیرت وا ہوگئی بے اختیار بول اٹھے، سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی

کوئی شے ہے آج آنکھ نے دیکھ لیا، الیسائی لیدیہ جواب گویا اس مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے آپ کی مختصر صحبت کا یہ اثر ہوا کہ بے ریش و بے نماز تھے داڑھی رکھ لی اور نماز شروع کر دی سچ ہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

روحانی فیوض آپ کو سید آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے جو سلسلۂ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے انہوں نے تمام سلاسل میں اجازت و خلافت سے مشرف کیا آپ مرید بھی تھے اور مراد بھی۔ مرشد فرمایا کرتے تھے روزِ محشر میں جب خداوندِ قدوس پوچھے گا آلِ رسول! دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا، بارگاہِ نبوت میں انہیں وہ پذیرائی حاصل تھی کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت بیداری میں چشم سر کے ساتھ ہوئی، محبتِ رسول اور اتباعِ سنت ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھیں ہر بات میں اطاعتِ رسول کا لحاظ رکھتے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ ابدءوا بالمیامن۔

"یعنی ہر کام دائیں ہاتھ سے کرو" سوائے ان مستثنیات کے جن کا ذکر حضور نے فرما دیا سو امام اہل سنت اس کا بھی اس قدر خیال رکھتے کہ اگر کسی صاحب کو کوئی چیز دیتے اور وہ بایاں ہاتھ بڑھا دیتا تو آپ فوراً اپنا ہاتھ روک لیتے اور فرماتے، دایاں ہاتھ بڑھاؤ بسم اللہ شریف کے اعداد عموماً لوگ بائیں جانب سے شروع کرتے ہیں مگر آپ پہلے ۶ پھر ۸ اور پھر ۷ تحریر فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر انہیں یقین کامل تھا اور اسی میں فلاحِ دارین سمجھتے تھے ان کا ایمان تھا کہ پہاڑ مل سکتا ہے مگر حضور کے فرمان کا خلاف محال ہے ایک مرتبہ گائے کا گوشت کھایا اس کے باعث مسوڑھے سوج گئے، سوجن اتنی بڑھی کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا، شدید بخار اور کانوں کے پیچھے گلٹیاں بھی ہو گئیں یہاں تک کہ نماز میں قرأت سریہ بھی میسر نہ رہی اتفاق سے ان دنوں طاعون کی وبا تھی ان کے بھائی ایک طبیبِ حاذق کو لائے اس نے بغور دیکھا اور کئی مرتبہ کہا، یہ وہی ہے یعنی طاعون ہے، امام اہلِ سنت خود اس واقعہ کو بیان فرماتے ہیں کہ میں بول تو

نہ سکتا تھا دل میں کہا نہ مجھے طاعون ہے اور
نہ ہوسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جو کسی مریض کو دیکھ کر
یہ دعا پڑھے الحمد للہ الذی
عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی
علی کثیر ممن خلق
تفضیلا اس مرض سے عمر بھر محفوظ رہے
گا اور میں نے کئی مرتبہ طاعون زدہ کو دیکھ
کر یہ دعا پڑھ رکھی تھی اس لئے مجھے ارشادِ
حدیث پر اطمینان تھا، پچھلی رات تکلیف
اور بڑھی میں نے دل میں کہا اور زور سے
کہا "اللھم صدق الحبیب
وکذب الطبیب۔
"یا اللہ! حبیب کو سچا کر اور اس
طبیب کو جھوٹا کر"
کسی نے میرے کان پر منہ رکھا اور
کہا "مسواک اور سیاہ مرچیں"۔ میں نے موجود
شخص کو مسواک اور سیاہ مرچیں سمجھائیں۔
مسواک تو جلد سمجھ گیا گول مرچ کس طرح سمجھے
آخر بمشکل سمجھا، جب دونوں چیزیں آگئیں
میں نے بدقت منہ کھول کر مسواک دانتوں
کے نیچے رکھا اور سیاہ مرچ کا سفوف بھی
قدرے دانتوں تک پہنچایا، تھوڑی دیر تک

خون کی ایک دو مرتبہ کلی آئی، منہ کھل گیا گلٹیاں
جاتی رہیں اور دو تین دن میں صحت یاب ہوگیا

غرض محبت رسول اور اتباعِ رسول کا
آپ خوبصورت مجموعہ تھے، شریعت وطریقت
کے جامع اور صاحب کمال تھے حتیٰ کہ جب
چارپائی پر لیٹتے تو جسم کو لفظ محمد کی شکل میں
ڈھال دیتے باوجود علمی جلالت وعظمت
کے نہایت منکسر المزاج اور متواضع تھے
اکابر کی تعظیم کرتے اصاغر پر شفقت فرماتے
اور ہم نشینوں سے حسن سلوک اور مساوات
کا برتاؤ کرتے، والد ماجد تو جلد رحلت فرما
گئے والدہ تا دیر زندہ رہیں ان کی خدمت
خود کرتے ان کی اجازت لے کر صرف
دو مرتبہ حج کیا، علمائے اہل سنت کی قدر و
عزت اس قدر فرماتے کہ باید وشاید لیکن
اگر کسی کا قلم بارگاہ رسالت میں بے لگام
ہوجاتا تو ان کا قلم صاعقہ بن کر گرتا اور اس
بدزبان کا خرمنِ ہستی جل کر راکھ ہوجاتا
بعض علماء ان کی اس شدت سے سرگراں
تھے مگر یہ شدت ناموس رسالت کے
تحفظ کے لئے تھی اس میں نفسانیت
کا شائبہ تک نہ تھا وہ اشداء علی
الکفار رحماء بینھم کی

زندہ تصویر تھے ان کا عقیدہ یہی تھا کہ ؎

ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا ہیں

وہ اقبال کے اس شعر کے صحیح مصداق تھے ؎

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت

یہ چاروں عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

علمائے حجاز نے جس طرح آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا وہ ان کی کتاب "حسام الحرمین" کی تقریظات سے ظاہر ہے ان میں انہیں اس قسم کے القابات سے یاد کیا گیا ہے، معرفت کا آفتاب، فضائل کا سمندر، دینِ اسلام کی سعادت، دائرۂ علوم کا مرکز، یکتائے جہاں سحبان فصیح اللسان وغیرہ۔

بلکہ مکہ کے جلیل القدر عالم علامہ سید اسمٰعیل خلیل مکی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر ان کے حق میں اس صدی کا مجدد کہا جائے تو بلا شبہ صحیح ہے، ڈاکٹر اقبال اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے دورِ آخر میں ان سا طباع اور ذہین پیدا نہیں ہوا شبیر شبیہہ حریت مولانا محمد علی جوہر نے انہیں عظیم ترین محقق مصنف، ادیب شاعر اور مردِ حق گو کے الفاظ سے یاد کیا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں میں نے

فاضل بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو نظر خیرہ ہو کر رہ گئی، جتنی گہرائی ان کی تحریروں میں ہے میرے اساتذہ کی کتابوں میں بھی نہیں مولانا مودودی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں کہ "مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں ہم لوگ سخت غلط فہمی کا شکار رہے ہیں، ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی ان میں ہے بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول تو ایک ایک سطر سے پھوٹا پڑتا ہے" غرض ہر وسیع القلب عالم نے اپنے اختلاف کے باوجود ان کی جلالتِ علم اور فضیلتِ عشق کا اعتراف کیا ہے، ان کا ترجمۂ قرآن بنام کنز الایمان اپنی مثال آپ ہے اور ان کے علم و عشق کا شاہد و عادل ؎

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن

خوبیٔ یار کا جواب کہاں ! !

لطف یہ کہ ایک متبحر عالم اور بلند پایہ فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ با کمال نغز گو ادیب اور بے مثال نعت گو شاعر بھی تھے انہوں نے نعتیہ شاعری کو وہ عروج بخشا کہ اردو شاعری میں اس کا جواب نہیں،

کسی نے مرزا داغ دہلوی کو ان کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع سنایا ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

تو مرزا صاحب تڑپ گئے اور بولے، مولوی ہوکر ایسے اچھے شعر کہتا ہے، اس بات کا انہیں خود بھی احساس تھا ایک جگہ خود ہی فرماتے ہیں ؎

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

یہ بھی یاد رہے کہ ان کی نعتیں جذباتِ قلبیہ کا اظہار ہی نہیں بلکہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کی تشریح ہیں، بقولِ خود انہوں نے نعت گوئی قرآن سے سیکھی، صرف انبیاء و اولیاء کی مدح و ثنا کی اور اہلِ دول کی تعریف سے قلم آلودہ نہیں ہونے دیا۔ ؎

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت اور صفت و ثنا کے بیان کے لئے جب وہ ذخیرۂ الفاظ و تراکیب اور گنجینۂ تشبیہات و استعارات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ قطاریں باندھ کر دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں، نمونہ کے لئے ایک نظم کے چند اشعار سنیئے، شوق بڑھے تو ان کے مجموعۂ کلام حدائقِ بخشش کا مطالعہ کیجئے اور عشقِ مصطفٰے کا سدا بہار گلشن کھلا دیکھئے، یہ نظم حدیثِ لولاک لما خلقت الافلاک والارض کی تشریح میں ہے، عرض کرتے ہیں ؎

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے
ظہور نہاں قیام جہاں رکوعِ مہاں سجود شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس لئے ہاں تمہارے لئے
عطائے ارب جلائے کرب فیوضِ عجب بغیر طلب
یہ رحمتِ رب ہے کس کے سبب بربِ جہاں تمہارے لئے
جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے

بعض نعتوں میں چار چار زبانوں کو جمع کر دیا گیا ہے یہ قادر الکلامی انہی کا حصہ ہے مثلاً ؎

لم یأتِ نظیرک فی نظرٍ مثلِ تو نشد پیدا جانا
جگ راج کا تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
البحر علا والموج طغیٰ من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

محمد نذیر رانجھا

تاریخ اسلام کے اوراق پلٹیئے یہ فرزندان
اسلام کی دلپذیر داستانوں سے بھرے پڑے
ہیں جن میں ان کی شجاعت اور وجاہت کے
عظیم کارنامے درج ہیں، ہادیٔ برحق سرورِ کائنات
تاجدارِ حرم اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو سبھی
ستاروں کی مانند ہیں کے حالاتِ زندگی پڑھتے
وقت جب آپ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کے باب پر پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ
آپ کی شجاعت اور وجاہت بے مثال ہے
آپ کا مقامِ علم و حکمت لازوال ہے اور آپ کے
فضائل بے شمار ہیں۔

منقول ہے کہ حضرت احمد بن حنبل
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے علم
میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی صحابی کی
احادیث فضائل نہیں آئیں۔

ایک روز مدینہ کے بازار میں کچھ یہودی
بیٹھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق باتیں
کر رہے تھے ایک مسلمان سوالی ان کے پاس
آیا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کوئی کھانے
کی چیز دیجئے، یہودیوں نے مذاق کرتے ہوئے
کہا کہ تم مسلمان ہو اور حضرت محمد کے دین کو
قبول کر چکے ہو لہٰذا حضرت علی کے پاس جاؤ
جو کچھ چاہو گے وہی پاؤ گے اسی اثناء میں
سوالی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آتے دیکھا
یہودیوں نے سوالی کو اشارہ کرتے ہوئے
کہا کہ ان کے پاس جا کر سوال کرو، سوالی حضرت
علی کے پاس گیا اور تمام واقعہ بیان کیا حضرت
علی کے پاس اس وقت کوئی چیز نہ تھی آپ
نے خیال فرمایا کہ یہودیوں نے میرا مذاق اڑایا
ہے اگر یہ اب خالی ہاتھ واپس لوٹا تو مجھے بڑا
افسوس ہوگا، آپ نے سوالی کا ہاتھ پکڑا اور
پانچ مرتبہ صلوٰۃ خمسہ پڑھ کر سوالی کے ہاتھ پر
دم کیا اور اس کا پنجہ بند کرتے ہوئے فرمایا
"جا کر ان یہودیوں کو دکھا دو" سوالی اسی طرح
مٹھی بند کر کے یہودیوں کے پاس پہنچا جب
مٹھی کھولی تو اس میں سونے کے پانچ دینار
تھے، یہودیوں نے یہ دیکھا تو حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی طرف دوڑ پڑے اور ان کے
حضور پہنچ کر توبہ کرتے ہوئے دینِ اسلام قبول کر لیا۔

ایک مرتبہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آنحضرت نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ فرماتے ہوئے فرمایا "اللہ تبارک و تعالیٰ نے معراج کی رات مجھے فقر کا خرقہ عطا فرمایا تھا اس وقت اگر میں یہ آپکو دیدوں تو آپ اس کا حق کیونکر ادا کریں گے آپ نے عرض کیا کہ میں صدق اختیار کروں گا اور سچائی کو فروغ دوں گا، اس کے بعد آنحضرت نے حضرت عمر فاروق کیطرف نگاہ فرماتے ہوئے یہی سوال دہرایا، حضرت عمر نے عرض کی کہ میں عدل کروں گا اور مظلوم کو ظالم سے نجات دلاؤں گا، بعد ازاں آنحضرت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی سوال دہرایا آپ نے جواباً عرض کیا کہ میں اس فقر کے خرقہ کے شکرانہ کے طور پر حیا اختیار کروں گا اور بردباری اور صبر کا مظاہرہ کروں گا۔ آخر میں آنحضرت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہی سوال دریافت فرمایا جس کے جواب میں آپ نے عرض کیا کہ "میں اس خرقہ فقر کی شکر گزاری میں پردہ پوشی اختیار کرونگا اور جہاں تک ہوسکا لوگوں کے عیبوں پر پردہ پوشی کروں گا اور خلقت کے آزار کو معاف کروں گا"۔ آنحضرت نے حضرت علی کے جواب سے خوش ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا جواب خدا اور رسول کی رضا کے نزدیک ہے، فقر کا خرقہ لے لیجئے کیونکہ یہ آپ کا ہی حق ہے اسے پہن لیجئے تاکہ آپ اولیائے امت کے شہنشاہ اور ولایت امت کے امام بن جائیں۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل کوفہ کو حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی مدد کرنے کے لئے فرمایا اور اہل کوفہ نے آپ کی بات کو قبول نہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ "یا اللہ! اہل کوفہ پر ایسا حاکم مسلط فرما دے جو ان پر رحم نہ کرے، اسی رات حجاج بن یوسف نے ولادت پائی جس کے ہاتھ سے کوفہ والوں پر طرح طرح کے مظالم ہوئے۔

ایک بار کوفہ کے قرب و جوار کے لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت اس مرتبہ دریائے فرات میں اتنی طغیانی آئی ہے کہ ہماری فصلیں تباہ و برباد ہوگئی ہیں اب اس بات کا خوف ہے کہ سیلاب کا پانی شہر کو بھی اپنی نرغے میں لے لے گا لہٰذا آپ دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا کرے

حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ جبّہ زیب تن فرمایا اور پیراہن نبوی کو بغل میں دبایا اور عصائے نبوی کو ہاتھ میں تھاما اور عمامۂ نبوی کو سر پر رکھا اور لوگوں کے ساتھ فرات کے کنارے پر تشریف لائے آپ نے یہاں دو رکعت نماز پڑھی اور پھر دریا کے کنارے کھڑے ہو کر عصائے نبوی سے دریا کی طرف اشارہ کیا، آپ کے اس اشارے سے دریا کا پانی ایک گز نیچے اتر گیا، آپ نے تین مرتبہ یونہی اشارہ فرمایا جس کے نتیجہ میں پانی تین گز نیچے اتر گیا، جب آپ چوتھی مرتبہ اشارہ فرمانے لگے تو لوگوں نے فریاد کی کہ یا حضرت اس سے کم پانی نہیں ہونا چاہیئے ورنہ ہم پانی سے محروم ہو جائیں گے۔

منقول ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے اپنا قدم مبارک رکاب میں رکھتے تو تلاوت قرآن کا آغاز فرماتے اور جب دوسرا قدم مبارک رکاب میں رکھتے تو پورا قرآن کریم ختم فرما لیتے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیان فرمایا کہ اپنی شب عروسی میں مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑا خوف آرہا تھا کیونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ زمین بھی حضرت علی سے گفتگو کرتی ہے، صبح میں نے آنحضرت سے یہ بات بیان کی تو آپ سجدہ میں گر پڑے اور سر اٹھاتے ہوئے فرمایا، فاطمہ! آپ کو نسب اور نسل کی پاکیزگی کی بشارت ہو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے شوہر کو بڑی فضیلت بخشی ہے اور زمین کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنی خبریں انہیں سنا دیا کرے اور مشرق و مغرب کے سب حالات ان پر آشکار کر دے۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا "میں اللہ کا بندہ ہوں برادرِ رسول، وارث نبی رحمت اور سیدۃ النساء فی الجنۃ کا شوہر ہوں، میں دنیا کے اولیاء کا پیشوا ہوں، جسے میرے اس دعویٰ پر شبہ ہو گا اللہ تبارک و تعالیٰ اسے کسی مصیبت میں مبتلا فرما دے گا"۔ ایک آدمی اس محفل سے اٹھ کر کہنے لگا کہ کون ہے جو یہ باتیں کر رہا ہے؟ منقول ہے کہ یہ آدمی اسی وقت پاگل ہو گیا اور اہلِ محفل نے اسے گھسیٹ کر مسجد سے باہر نکال دیا یہ آدمی تادم آخر پاگل اور دیوانہ رہا۔

قدِّ اُو، وحدِ او، و شکلِ اُو (۶) یک بیک وا گفت از گیسو و رُو

ان کے قد، حد، شکل وصورت اور بال وغیرہ کی حالتوں کو بالتفصیل بیان فرمایا۔ حضرت کے بیان کے مطابق ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ پیدائش کو لوگوں نے نوٹ کرلیا۔

چوں رسید آں وقت واں تاریخ راست (۷) زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت خاست

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد جب وہ وقت اور وہی تاریخ آئی، تو خرقان میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

اب یہاں ایک سوال پیدا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے برسوں پہلے ان کے بارے میں بہت سی غیبی باتوں کی خبر دی۔ ان غیبوں کا حال حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیسے معلوم ہوا تو اس کا جواب حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ دیتے ہیں کہ لوحِ محفوظ میں قیامت تک کے ایک ایک غیبی امور لکھے ہوتے ہیں اور لوحِ محفوظ اولیاء کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے اسی لوحِ محفوظ سے اولیاء کرام غیبی باتوں کی خبر دیتے ہیں، چنانچہ آگے فرماتے ہیں،

لوحِ محفوظ ست پیشِ اولیاء (۸) از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اولیاء اللہ کی نظروں کے سامنے ہے اور وہ لوحِ محفوظ ایسا ہے جو ہر غلطی سے محفوظ ہے

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سنِ بلوغ کو پہنچے، تو لوگوں نے ان سے بیان کیا کہ حضرت بایزید فرمایا کرتے تھے کہ ابوالحسن میرا مرید ہوگا اور میری قبر پر آکر مجھ سے فیض حاصل کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی مضمون کا خواب دیکھا ہے، چنانچہ

ہر صباحے رو، نہادے سُوئے گور (۹) ایستادے تا ضحیٰ، اندر حضور

روزانہ صبح کے وقت حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کے پاس تشریف لے جاتے اور چاشت کے وقت تک قبر کے سامنے کھڑے رہتے

تا مثالِ شیخ پیشش آمدے (۱۰) تا کہ بے گفتے شکالش حل شدے	
یہاں تک کہ شیخ کی شکل ان کے سامنے آتی اور بغیر کہے ہوئے ان کی مشکل حل ہو جاتی	
تا یکے روزے بیامد باسُعود (۱۱) گور ہا را برفِ نو پوشیدہ بود	
پھر ایک روز سعادت مندی کے ساتھ تشریف لائے تو دیکھا کہ قبریں برف سے چھپی ہوئی ہیں آپ بہت پریشان ہوئے، اس لیے حضرت کی قبر کو پہچان نہ سکے	
بانگش آمد از حظیرہ شیخ حی (۱۲) ھا انا ادعوک کی تسعیٰ الیّ	
اچانک بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک سے جو حقیقت میں زندہ تھے، آواز آئی کہ میں تمہیں پکارتا ہوں تاکہ تم میری طرف جلد آؤ	

(تسرٹے)

صحابی اور علم غیب ، ولی اور علم غیب

گلدستہ مثنوی مرتب حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ مفتی دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، سے استفادہ کیا گیا ہے گلدستہ مثنوی کامل ، جو مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے فضائل و کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مناقب و مقامات اولیاء کرام پر مشتمل حسین و جمیل انتخاب ہے جسے مکتبہ اشرفیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔